(دوسری بات۔) پردہ کا مسئلہ رواج خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شدت پذیر ہوگیا تھا یہاں تک کہ پردہ ہی شریف اور آزاد عورتوں کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جس وقت آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو غزوۂ خیبر سے واپسی کے وقت ساتھ لارہے تھے تو ایک مقام پر صحابہ کی ایک متردد جماعت نے محض پردہ ہی کی وجہ سے سمجھا تھا کہ آپ نے ان کو آزاد کرکے اپنے عقد میں لیا ہے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنکی سیاست اور قوت کی عظمت کا اقرار آج بھی بڑی بڑی مہذب سلطنتیں کررہی ہیں۔ سختی سے پردہ پر عامل تھے آپ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رات کیوقت بھی عبادت کیلئے مسجد میں جانے دینے کیلئے روادار نہ تھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول تھا کہ جو عورت باوجود پردہ کرنے کے بھی اگر خوشبو لگا کر کسی مجلس کے سامنے گذرتی ہے وہ زانیہ ہے (ایما امرۃ استطعرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا یعنی زانیۃ) نیز آپ نے فرمایا ہے کہ اگر عورتیں رات کو بھی نماز کیلئے آنا چاہیں تو اس صورت میں آئیں کہ ان کے اوپر میلے کچیلے کپڑے ہوں اور پورے پردے کے ساتھ ہوں۔ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ولیخرجن وھی تفلات۔ الغرض پردہ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے بڑے بڑے فرامین موجود ہیں اور لوگ بھی اس پر سختی سے عمل کرتے رہے ہیں مگر آجکل بدقسمتی سے ایک جماعت اسلامی اصول سے ناواقفی کیوجہ سے اسکو ترقی اور عروج کا دشمن سمجھکر اسکو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتی ہے کاش وہ لوگ صدر اول کے مقدس مسلمانوں کی باوجود پردہ کی پابندی کے شاندار ترقی کو دیکھتے ہوئے حضرت عمرؓ کے اس قول پر غور کرتے۔ یا ابا عبیدۃ انکم کنتم اذل الناس واحقر الناس واقل الناس فاعزکم اللہ بالاسلام فمھما تطلبوا العزۃ بغیر اللہ یذلکم اللہ (ترجمہ) اے ابوعبیدہ تم دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل حقیر اور کمتر تھے اللہ نے اسلام کے ذریعہ تمہاری عزت بڑھائی پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ سے عزت حاصل کروگے خدا تمہیں ذلیل کریگا (العیاذ باللہ) فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم)

ضرورت قرآن

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی چیپارنوی متعلم رحمانیہ)

خلاق عالم سے جتنے افعال واعمال سطح وجود پر آتے ہیں وہ تمام کسی نہ کسی ضرورت وحاجت کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ حکیم ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ مسلمہ قاعدہ ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے فعل عبث کا صدور ہرگز نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج جسقدر اشیاء روئے زمین پر اپنی وجود کی چادروں میں لپٹی ہوئی نظر آتی ہیں ہر ایک اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے عالم وجود میں لائی گئی ہیں۔ جس شخص کو قدرت نے چشم بصیرت اور عقل وفہم سے آراستہ فرمایا ہے۔ جب اسکی نظر اشیاء مختلفۃ الاجناس متخالفۃ الانواع اور متغیرۃ الالوان پر پڑتی ہے تو بے ساختہ

دیا۔ مخلف اُس کی زبان سے یہ کلمات نکل پڑتے ہیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا اس مختصری تمہید کے بعد ایک خاص چیز کی ضرورت کو سطح قرطاس پر لانا چاہتا ہوں جو نہایت ہی اہم اور مہتم بالشان ہے جسکی اہمیت کو دنیا تسلیم کر چکی ہے۔ کروروں گردنیں اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں جھکی ہوئی نظر آتی ہیں جو کلام الملوک ملک الکلام کی بنا پر اعلیٰ امتیاز رکھتی ہے جو اپنی فصاحت وبلاغت اور تنوع بیانی میں مشہور اپنی شیریں کلامی ودلفریبی اور اثر پذیری میں یکتائے زمانہ ہے وہ کیا چیز ہے۔ بلاشبہ قرآن شریف ہے۔ اب غور طلب یہ ہے کہ ان تمام خوبیوں اور وصفوں کو مدنظر رکھکر یہ کس ضرورت واحتیاج کے ماتحت نازل ہوا ہے؟ بیشک قرآن بڑے بڑے فرائض کی انجام دہی کے لئے عالم وجود میں آیا ہے وہ فرائض مختلف نوع کے ہیں جیسے بنی نوع انسان کی احسن طریقہ پر رہنمائی کرنی گمراہی وضلالت کے تاریک راستوں سے بچاکر ہدایت ورشد کے صراط مستقیم پر لگا دینا۔ احسان شناسی، شکر گذاری اور منعم حقیقی کی پرستش وعبادت کی تعلیم دینی احسان فراموشی وکفران نعمت کی مذمت وبرائی بیان کرنی انسانوں کو تہذیب، تمدن، معاشرت وسیاست سے آشنا کرانا راعی ورعایا حاکم ومحکوم باپ بیٹے زن وشوہر خویش واقارب وغیرہ کے حقوق کو پیش کرنا اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دینی اور تمام اعمال وافعال کے نتائج وثمرات کو بیان کرنا وغیرہ ان تمام امور مذکورہ کو انجام دینے کے لئے قرآنجید کا نزول ہوا ہے کیونکہ جس زمانہ میں اس کا نزول ہوا ہے اسوقت اقوام عالم کی حالت بد سے بدتر ہو چکی تھی میں اسوقت کے عرب یہود، نصاریٰ مجوس، اور ہنود کی حالتوں کو مختصراً سپرد قلم کرتا ہوں تاکہ قرآن شریف کے نزول کی ضرورت پر کافی روشنی پڑ سکے۔

عربوں کی حالت

(اخلاقی حالت) عرب بدکاری وزناکاری میں مبتلا تھے۔ اپنے اعمال شنیعہ پر فخر کرتے ہوئے ان کو شرم نہ آتی تھی۔ چنانچہ آج بھی دواوین عرب اس کے شاہد ہیں۔ شراب اور سخت نشیلی عرقیات کا استعمال عام تھا۔ مدہوشی میں جو معیوب وخراب باتیں اُن سے سرزد ہوتی تھیں اُسے بُرا نہ جانتے تھے۔ لونڈیوں کو (جو قینات کہلاتی تھیں) گانے بجانے ناچنے کیلئے پالا کرتے تھے ان کی زناکاری کی آمدنی کو اُن کے آقا اچھی آمدنی سمجھا کرتے تھے جو عورتیں لڑائی میں گرفتار ہوکر آتیں ان کو قینات میں داخل کیا جاتا تھا۔ مال وراثت کا حصہ صرف بالغ مرد پاتے تھے تمام عورتیں اور بچے اپنے والدین اور عزیز واقارب کے ترکہ سے قطعاً محروم رکھے جاتے تھے۔ بیوہ عورت پر متوفی شوہر کا قریبی رشتہ دار اپنی چادر ڈالدیتا تھا عورت خوش ہو یا ناخوش چادر ڈالنے والے کی بی بی بنجاتی تھی۔ سوتیلے بیٹے بھی اپنی سوتیلی ماں پر اسی طرح قابض ہوجایا کرتے تھے جو خاندان زیادہ شریف سمجھے جاتے تھے وہ زندہ لڑکیوں کو زیر زمین دفن کر دیا کرتے یا چاہ عمیق میں دھکیل کر ہلاک کر دیا کرتے تھے اسی پر قرآن شریف کی آیت دلالت کرتی ہے۔ واذا الموؤدة سئلت بای ذنب قتلت۔ یعنی زندہ دفن کی ہوئی لڑکیاں سوال کی جائینگی کہ کس جرم کے باعث زندہ درگور کردی گئی تھیں۔ ازدواج کے متعلق کوئی قاعدہ موجود نہ تھا اور محرم غیر محرم عورتوں کی تمیز کے لئے کوئی صاف آئین ضبط نہ تھا۔ شغل قماربازی نہایت دلپسند تھا اور مشہور لوگوں کے گھر قمارخانہ عام سمجھے جاتے تے۔

(عبادت) ارواح خبیثہ کا اعتقاد عام تھا۔ انکی غیر معمولی طاقتیں تسلیم کرتے تھے۔ خیالی ووہمی دیوتا ودیویاں مانی جاتی تھیں

ان کی شکلیں اور صورتیں عجیب عجیب فرض کرکے اسی کے مانند بت تیار کئے جاتے تھے پھر مندروں میں نصب کئے جاتے اور پوجے جاتے تھے عموماً ہر قبیلہ اپنا اپنا بت الگ تجویز کیا کرتا تھا اور اپنی قسمت اس بت کے قبضہ میں سمجھا کرتا تھا ان کو سجدہ کیا جاتا تھا ان کی منت مانی جاتی تھی ان کے نام پر قربانیاں کی جاتی تھیں۔

(**معاشرت**) ان میں گھوڑ دوڑ میں بازی لگانے کا بہت رواج تھا (اسے رہان کہتے تھے) گھوڑ دوڑ میں تین یا سات گھوڑے شامل کئے جاتے تھے گھوڑوں کے نمبر لگانے میں کبھی اتنا اختلاف بڑھ جاتا کہ لڑائی چھڑ جاتی اور برسوں تک جاری رہتی جس میں ہزاروں جانیں تلوار کے گھاٹ اتاری جاتیں انتقام اور کینہ جوئی کو اچھا سمجھا جاتا ایک ایک دو دو نسل اوپر کا انتقام لیا جاتا اور اسے بہادری کا لازمہ سمجھا جاتا تھا۔

یہودیوں کی حالت

ان کی دینی حالت بھی بد سے بدتر تھی موسیٰ کلیم اللہ کے عہد سے لیکر عیسیٰ کلمۃ اللہ کے زمانہ تک انہوں نے ہر ایک نبی اللہ کی تکذیب وتذلیل میں ہمیشہ سرگرمی دکھلائی تھی کتاب توراۃ انمیں اپنی اصلی حالت پر موجود نہ رہی تھی اسلئے حرام وحلال سخط ورضا کا بیان صرف احبار کے اختیار واعتبار پر رہ گیا تھا اور یہ لوگ اکل سحت (مردہ وحرام خوری) اور اخذ ربٰو (سود خواری) میں اتنے دلیر ہوگئے تھے کہ فتاویٰ شرعیہ فروخت ہوتے تھے اور امیر وغریب کے مقدمات بمقدار رشوت طے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں رسل وانبیاء بکثرت بھیجے لیکن اسرائیلیوں نے کبھی ان کی نہ وقعت کی اور نہ نصرت بلکہ بعض اوقات انبیاء اللہ کو اپنی خون آشام تلواروں کا نشانہ بنایا۔

نصاریٰ کی حالت

مسیح علیہ السلام نے اپنے لئے بارہ شاگرد چن لئے تھے کہ وہ بنی اسرائیل کے بارہ اسباط کے سامنے مسیحی تعلیم کے گواہ ٹھہریں حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لیجانے کے بعد ان بارہ شاگردوں کے درمیان عقائد اور اعمال کے متعلق سخت اختلافات نمودار ہوگئے اور تثلیث کا اعتقاد ان لوگوں میں رونما ہوا انہی ایام میں مسیح اور مریم کا نمونہ بننے کا شوق بھی ان میں پیدا ہوگیا تھا۔ ہزاروں عورتیں اور ہزاروں مرد راہبات ورہبان بنجاتے تھے ان کا وجود متمدن دنیا کے لئے وبال تھا نیز کلیسا کے اخلاق واعمال پر ایک بدنما دھبہ تھا کفارہ کے مسئلہ نے اعمال صالحہ کی رغبت کو مٹا دیا تھا اور مسیح کے لعنتی اور جہنمی بن کر نجات دہندہ ہوجانے کی خوشی نے وحشیانہ طبائع کی امنگوں کو مطلق العنان کردیا تھا ان تمام خرابیوں نے مسیحیت کو نہایت مکروہ اور قابل نفرت بنا دیا تھا۔

ہندو قوموں کی حالت

ہندو قوم کی حالت بدھ مت کے بعد سے بدتر ہوگئی تھی فسق وفجور اور فواحش کا دور دورہ تھا۔ جگر انکت۔ رام مارگی۔ سھنسر بھگ۔ درشنان مکتی۔ شاکت نیوارک ادک۔ رام اپاسک۔ ڈنڈی وغیرہ بیسیوں ایسے فرقے پیدا ہوگئے تھے جنہوں نے اخلاق وتہذیب کو جلا کر راکھ کردیا کردیا تھا یہ فرقے تمام ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے انہوں نے شراب جوا وغیرہ بدکاری کو مذہب کا لباس پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

مجوسیوں کی حالت

مجوسی قوم بھی اسوقت نہایت ہی برے دور سے گذر رہی تھی ان کے مرد وزن کی